سیّد وارث علی شاہ (دیوہ شریف) کے زرّیں اقوال

عبدالعزیز خطیب رحمانی

دنیا میں ایسی نادرۂ روزگار ہستیوں کا وجود شاذ اور ان کا ظہور عرصۂ دراز کے بعد کسی معزز و ممتاز خاندان میں ہوتا ہے، جن کے چشمۂ فیض سے ہزاروں مردہ دل سیراب ہوکر روحانی زندگی حاصل کرتے ہیں، سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت بھی ایک ایسی ہی ہستی تھی، سیدنا امام حسین علیہ السلام کی چھبیسویں پشت میں امام ابن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسل سے ہندوستان میں نیشاپور کے ایک خاندان سادات میں آپ کی ولادت ہوئی، ابتدائی نشوونما کے بعد علم و عمل سے بہرہ ور ہوکر تمام عمر یہی کام کیا کہ خاص و عام کو محبتِ شاہدِ حقیقی کی ہدایت فرماتے رہے۔

<u>خاندان</u>: دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی مضافات لکھنؤ کے ممتاز حضرات کو آپ کے نسبی اعزاز اور خاندانی امتیاز کا پورا اعتراف ہے۔ مؤلفین سیرتِ وارثی ("عین الیقین"، "مشکوٰۃ حقانیہ" اور "جلوۂ وارث") کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرت کے جد امجد سید اشرف ابو طالب علیہ الرحمۃ نیشاپور سے ہندوستان تقریباً ۶۵۰ھ میں تشریف لائے اور قصبۂ کنتور ضلع بارہ بنکی میں اقامت پذیر ہوئے۔ وہ صحیح النسب سادات کاظمی کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت سید اشرف ابوطالبؒ کی آٹھویں پشت میں سید عبدالاحد علیہ الرحمۃ ۱۱۲۷ھ میں کنتور قصبہ سے دیوہ شریف آئے، اہالیان قصبہ آپ کی تشریف آوری سے نہایت مسرور ہوئے۔ آپ کی ذات بابرکات سے رشد و ہدایت کا فیض بھی جاری ہوا۔ ۱۱۴۱ھ میں سید میراں احمد علیہ الرحمۃ دیوہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ان کے صاحب زادے سید کرم اللہ علیہ الرحمۃ تھے۔

جن کے تین صاحب زادے تھے، سید سلامت علی، سید بشارت علی، سید شیر علی۔ رحم اللہ تعالیٰ اجمعین، سید سلامت علی علیہ الرحمۃ کے دو صاحب زادے ہوئے، سید خرم علی جن کی اولاد بریلی میں ہے، دوسرے کا اسم گرامی حضرت سید قربان علی شاہ علیہ الرحمۃ ہے۔ جو حضرت حاجی سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار تھے۔ جن کا عقد اپنے حقیقی چچا حضرت سید شیر علی علیہ الرحمۃ کی صاحب زادی سیدہ بی بی سکینہ عرف چندن بی بی سے ہوا، جن کو خدا نے یہ شرف دیا کہ وہ حضرت سید وارث علی شاہ کی والدہ ماجدہ ہوئیں۔

ولادت: صاحب تحفۃ الاصفیاء تحریر فرماتے ہیں کہ یکم رمضان المبارک ۱۲۳۸ھ کو حضرت قبلہ پیدا ہوئے۔ تقریباً دو سال کی عمر تھی کہ شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اور اس دُرِ یتیم کی تربیت آغوش مادری میں ہونے لگی۔ لیکن حق تعالیٰ کو یہ بھی منظور نہ ہوا۔ چنانچہ ابھی آپ تین سال کے تھے کہ یہ یتیم بچہ آغوش مادر سے بھی محروم ہو گیا۔ اس حادثہ جان کاہ کے بعد حضرت کی جدہ مکرمہ سیدہ حیاۃ النساء بی بی نے پرورش و کفالت کی ذمہ داری قبول کی، آپ بچپن سے ہی عام بچوں سے بالکل جداگانہ عادات و اطوار کے حامل تھے۔

تعلیم: شاہ فضل حسین وارثی صاحب کنز المعرفت کا بیان ہے کہ آپ کی دادی جان کی خواہش کے مطابق آپ کی تعلیم کا ذمہ آپ کے چچا کے سپرد ہوا۔ چنانچہ آپ نے اپنے چچا سے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا، اور اپنی خداداد ذہانت و قوتِ حافظہ سے دو سال کے اندر آپ حافظ قرآن ہو گئے۔ اور بعض ابتدائی کتابیں بھی اختتام کو پہنچیں۔

صاحب مشکوٰۃ حقانیہ کی صراحت کے مطابق آپ نے درسی کتب کی تعلیم مولوی امام علی ساکن قصبہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی سے حاصل کی۔ مولوی صاحب موصوف بکمال احتیاط بغیر تنبیہ اور تشدد کے نہایت دل جوئی سے آپ کو پڑھاتے تھے۔ آپ کے حقیقی بہنوئی حضرت حاجی سید خادم علی شاہ آپ کو لکھنؤ لائے اور تعلیم کا سلسلہ بدستور قائم رکھا۔

آپ کی تعلیمی ترقی کے ساتھ آپ کا جذبۂ شوق بڑھتا گیا اور عشقِ حقیقی کی والہانہ کیفیات میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ قریب قریب ہر وقت وجد اور استغراق کی کیفیت رہنے لگی۔

طبیعت تنہائی پسند ہو گئی ۔ اکثر غیر آباد مقامات میں آپ تمام شب ذکر و اشغال میں معروف رہتے ۔ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ علیہ الرحمۃ نے مزاج کو فقر کی جانب زیادہ مائل دیکھا تو مشائخ کے طریقے کے مطابق آپ کو سلسلہ قادریہ و چشتیہ میں داخل فرمایا۔ آپ کا سینہ جو حقائق و معارف کا گنجینہ تھا، پیران طریقت کے فیضان سے اور زیادہ مصفا و مجلا ہو گیا۔ فراق شاہد حقیقی کے ناقابل برداشت اثرات سے اضطراری کیفیت بڑھ گئی ۔ رات دن بے قرار رہنے لگے۔

حضرت سید خادم علی شاہ کی وفات ۱۴ ربیع صفر ۱۲۵۲ھ کو ہوئی ۔ تیسرے روز رسم فاتحہ خوانی کے بعد مریدین و معتقدین کے علاوہ علمائے دین اور مشائخ جمع ہوئے تو دستار بندی کا مسئلہ درپیش تھا۔ نبیرۂ حضرت غوث گوالیاریؒ نے اس منصب جلیلہ کے لئے آپ کا نام تجویز فرمایا، اور دیگر مشائخ وقت نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

سیر و سیاحت : سید وارث علی شاہ نے بارہ (۱۲) سال تک عرب و عجم کی سیاحت فرمائی اور اس دوران میں دس (۱۰) مرتبہ حج سے مشرف ہوئے ۔ واپسی کے بعد پھر ہندوستان سے سات مرتبہ ادائے حج کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ لباس کے بارے میں فرماتے ہیں :-

" درویش کا برہنہ جسم رہنا اشارہ ہے کہ باطن میں ہستی سے تجرید ہے "

سید وارث علی شاہ نے ۱۲۵۲ھ کے سفر حج و زیارت مدینہ منورہ میں بیک وقت اپنے قدیم لباس کے ہر حصہ کو خدائے لم یزل کی محبت میں ہمیشہ کے لئے ترک فرما دیا، آپ کا مسلک صرف عشق تھا ، اور عشاق کی معراجِ کمال فنا دائم ہے۔ نیز اہل فنا کو خاک سے مناسبت ہے جس کا حقیقی رنگ زرد ہے ۔ ؎

رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر!

خصائل و عادات : حضرت وارث کا مشرب زاہدانہ ، مسلک عاشقانہ ، موئے سر دراز جس میں کبھی کنگھی نہیں لگی ، ستر سال پا برہنہ سیاحت کی ، ابتلاء دوست میں تحمل و صبر، ماسوائے یار تمام عالم سے دست بردار، توکل پر تکیہ ۔ خدا پر بھروسا،

تعلقات دنیا و اہل دنیا سے انقطاع، راضی برضائے حق، ہاتھ کے خالی دل کے غنی، طبیعت غیور اور مزاج مستغنی، نمود و شہرت سے نفور، اقوال و افعال اثباتِ عشقِ محبوب حقیقی سے معمور، خلق اللہ کے ہمدرد، یار و اغیار کے یکساں خیرخواہ، حلم و بردباری کا پیکر، راست بازی کا مجسمہ، سراپا رشد و ہدایت، محبت کی تعلیم و تلقین، یہ ایسے مستحسن صفات ہیں جن کا عکس آپ کے حالات و واقعاتِ زندگی سے نمایاں ہے۔

عام معمولات: استراحت و آرام فرمانے کے لئے آپ کا بستر بھی زاہدانہ اور قلندرانہ تھا۔ آپ زمین پر کمبل بچھا کر آرام فرماتے تھے۔ اور داہنے ہاتھ کو خم دے کر بجائے تکیہ سر کے نیچے رکھ لیتے تھے۔

آپ نے ۱۴ سال کی عمر سے لے کر زندگی بھر اپنی ذات کے لئے کوئی مکان نہیں بنایا، بلکہ ہمیشہ سیر و سیاحت فرمائی۔ اکثر فرمایا کرتے "ہم مسافر ہیں"۔

گھریلو زندگی کے بارے میں فرمایا کرتے "چولہے چکی کا خیال مردانِ خدا نہیں کرتے"۔

الغرض جملہ اسباب آرام و راحت سے آپ نے احتراز فرمایا حتیٰ کہ مناکحت اور متاہلانہ زندگی جو ہر قسم کی عافیت کا مجموعہ ہے اس سے بھی آپ نے کلیتۂ احتراز کیا، اور ہمیشہ غیر متاہل رہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ہم "لنگوٹ بند ہیں" اور "زن، زمین، زر، میں جھگڑا ہے اِن کو چھوڑے تو آزاد ہو"۔ نیز فرماتے "مجرد رہنا عزیمت ہے اور تاہل کی بھی رخصت ہے"۔

سلف صالحین کے سوانح اور ملفوظات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک تجرد عشق الٰہی کا لازمی نتیجہ ہے۔ لیکن مخصوص طبائع کے لئے، ہر کس و ناکس کے لئے نہیں، ؎

ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

دوسرے الفاظ میں ؎

ہر کجا باشد ز یزداں کار دبار   بار آنجا یافت، بیروں شد ز کار

ملفوظات: فرمایا: "اسباب آرام و آسائش کے جھگڑے میں انسان عہد میثاق

کو بھول جاتا ہے۔" عاشق صادق کی تعریف یہ ہے کہ عاشق روح بلا نفس رہ جائے اور جب تک اُس میں نفس (نفسانی خواہشات) کا غلبہ ہے وہ عشقِ الٰہی کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔"

فرمایا:- "تسلیم و رضا بی بی فاطمہؓ اور حسنین علیہم السلام کا حصہ ہے۔" "تسلیم و رضا اہل بیت کے گھر کی لونڈی ہے۔" "ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتظام حرام اور رضائے شاہدِ حقیقی کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا فرض عین ہے۔"

فرمایا:- "جو تم سے محبت کرے اس سے محبت کرو مگر کسی کے حق میں دعا کرو نہ بد دعا۔" اکثر فرمایا کرتے "دعا اور بد دعا کرنا مشرب رضا و تسلیم کے خلاف ہے۔" فرمایا "فقیر نہ دوست کے لئے دعا کرتا ہے نہ دشمن کے واسطے بد دعا۔" اپنے غلامانِ خرقہ پوش کو ہدایت فرماتے کہ "فقیر کو چاہیئے گنڈا اور تعویذ نہ کرے۔" فرمایا" یارم حقیقت کا زینہ محبت ہے" اور" فرشتوں کو محبت جزوی دی گئی اور انسان کو محبت کامل مرحمت ہوئی" نیز فرمایا" جو محبت میں برباد ہوا وہ حقیقت میں آباد ہوا۔"

فرمایا" معشوق کے سامنے عاشق ایسا بے اختیار ہو، جیسے غسّال کے ہاتھ میں مردہ۔"

فرمایا" عاشق کا وظیفہ ذکرِ یار ہوتا ہے۔" نیز" جس کو اپنی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے" عشقِ (الٰہی) وہبی ہے جو کسب سے نہیں حاصل ہوتا۔"

فرمایا" مر جانا مگر سوال نہ کرنا۔" "توکل طمع کی ضد ہے۔" "توکل حیا کی علامت ہے" " سات فاقوں کے بعد بھی سوال نہ کرنا۔" (حیاتِ وارث صہ ۲۱۹)

" وعدہ کرو تو ایفا کرو"۔" حریص حرمان نصیب اور محروم رہتا ہے۔" "حاسد ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔" "بغض رکھنے سے اپنا نقصان ہے کہ بغض کی کثافت قلب کی لطافت کو خراب کرتی ہے۔" "انسان کو چاہیئے کہ زمین کی خاصیت اختیار کرے کہ سب کا بوجھ اُٹھائے اور اپنا بار کسی پر نہ ڈالے۔" "گمنامی کو دوست رکھو اور شہرت سے بچو۔" "نفس امارہ کے خلاف عمل کرنا عبادت ہے۔" "رنج پہنچے تو صبر کرو، راحت پہنچے تو شکر کرو۔"